

عالم میں قیام امن کے چھ بنیادی اصول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَانِیْ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعْظُمُ لَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَكَّرُوْنَ (سورۃ النحل - ۹۰)

”اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور قربت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور برائی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق حاصل کر لو۔“

وعن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال لیس الواصل بالمکافی ولكن الواصل اذا قطعت رحمہ وصلہا۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سردار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو برائی کا معاملہ کرے، یعنی دوسرے کا اچھا سلوک کرنے پر اس سے اچھا برتاؤ کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے قطع رحمی کرنے پر بھی (اس کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔

قرآن کی جامعیت:

محترم حاضرین میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی مختصر مگر جامع آیت کریمہ تلاوت کی؛ ویسے تو قرآن ایسا عظیم اور معجز کلام ربانی ہے کہ اس کے ہر لفظ آیت کے مفہوم و معانی اتنے عمیق اور گہرے ہیں کہ ایک ایک آیت میں معرفت و حکمت کے اتنے فزائن موجود ہیں کہ ان سب کا احاطہ کرنا یا شمار کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں قیامت تک عاشقان قرآن، محققین و مفسرین اپنے اپنے علم کے مطابق دنیا بادشاہوں کے بادشاہ کے اس عالمگیر خزانہ میں عرق ریزی اور جانفشانی سے تتبع و استقر اور تحقیق کے سلسلے جاری رکھیں گے، مگر پھر بھی اس کی تہہ میں جو رموز و اسرار موجود ہیں، ان تک کا حقہ رسائی اور حق ادا نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس کتاب میں تا قیامت پیش آنے والے معاملات کا حل موجود ہے۔

ایک جامع آیت:

اس کے باوجود مفسرین کرام کا فرمانا ہے کہ جو آیت میں نے خطبہ کے ابتداء میں تلاوت کی یہ قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جیسے ہمارے ماسٹر علی گڑھ صاحب نے فرمایا: اس میں تمام اسلامی تعلیمات کو

جمع کیا گیا ہے، یہی وجہ ہے، سلف صالحین سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے جمعہ وعیدین کے خطبات میں یہ آیت تلاوت کی جاتی ہے گویا یہ آیت دین کا خلاصہ ہے امام قرطبیؒ نے اس آیت کی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے عبد اللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

هذا اجمع آية لمي القرآن لخير يمثل ولشر يحتب

یہ قرآن مجید کی ایک ایسی جامع آیت ہے جس میں ہر اس خیر و نیکی کا ذکر ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ہر وہ شر اور برائی مذکور ہے جس سے مالک کائنات نے منع فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پورا کا پورا عالم انسانیت کی اصلاح، رہنمائی اور زندگی کو صحیح طریقے سے گزارنے کیلئے نازل فرمایا، جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کی ہر آیت ہدایت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے جس پر عمل کر کے انسان دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار اور فلاح حاصل کر سکتا ہے اسی لئے ہر خطبہ کے اختتام میں اس آیت کی تلاوت کرنے میں مخاطبین کو یہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ اپنی اور معاشرہ کی اصلاح اور کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اس آیت میں ذکر کردہ احکامات پر عمل کیا جائے۔

امن و سلامتی کے ضامن چھ امور:

کلام مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ اس آیت کے ضمن میں چھ اہم امور کا ذکر فرما رہا ہے جس میں تین باتیں وہ ذکر فرمائیں جن پر عمل کرنا لازمی ہے اور تین امور ایسے مذکور ہیں جن سے محفوظ رہنا یعنی بچنا ضروری ہے اگر ان چھ ارشادات پر آج مکمل طور پر عمل کیا جائے تو آج کی دنیا جو ہماری لاپرواہی اور بد اعمالیوں کی وجہ سے جہنم کا منظر پیش کر رہی ہے دنیا میں امن و سلامتی کا دور دورہ ہوتا، تمام مصائب، مشکلات ختم ہوتے، دنیا بھی جنت کے امن و سکون اور سلامتی کی ایک چھوٹی سی جھلک میں تبدیل ہو سکتی ہے۔

عدل:

معزز سامعین سب سے پہلی بات جو اس آیت کریمہ میں ذکر ہے، وہ عدل ہے جو عام طور پر برابری اور انصاف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس کا مفہوم جو مفسرین کرام نے ذکر کیا ہے وسیع ہے۔ اصل معنی تو برابری ہے مگر اس لفظ کو استعمال کرنے والے کی نیت کے مطابق اس کا مفہوم بھی بدل جاتا ہے جیسے ایک معنی مفہوم یہ کہ انسان اپنے نفس اور اپنے رب کے درمیان عدل کرے یعنی اللہ کے حقوق کو اپنے نفس پر مقدم کر کے اللہ کی رضا کو تمام خواہشات پر ترجیح دے۔ دوسرا معنی یہ کہ آدمی اپنے نفس کے ہاتھ عدل کا معاملہ کرے یعنی اپنے نفس کو ایسے تمام اعمال سے بچائے جس میں اس کی جسمانی یا روحانی ہلاکت ہو تیسرا معنی عدل اپنے آپ اور تمام مخلوقات کے درمیان ہے یعنی بندہ تمام مخلوق سے خیر اور ہمدردی کا معاملہ کرے کسی بھی معاملہ میں کسی سے بھی خیانت نہ کرے بلکہ اپنے دینی بھائی کیلئے بھی وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے چاہے، جوابنے لئے ضرر کا باعث سمجھے اپنے بھائی کے لئے بھی وہ مضر سمجھے۔

وعن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ والذي نفس بيده لا يؤمن عبد حتى يحب لآخيه ما يحب لنفسه (بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے اختیار میں میرا نفس ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

یعنی کسی بھی مخلوق کو قول یا فعل سے ضرر نہ پہونچائے۔ خلاصہ یہ کہ عدل میں عقیدہ کا اعتدال، اخلاق کا اعتدال اور عمل کا اعتدال اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا خالق، مالک، رازق، نفع نقصان پہونچانے والا اور معبود مانے۔ اللہ کی ذات و صفات میں کسی بھی دوسرے شخص یا چیز کو شریک نہیں ٹھہرائے۔ اگر اس عقیدہ پر پختہ قائم نہ ہو تو یہ فیض عدل پر قائم نہیں بلکہ اسے عادل کی بجائے ظالم کے نام سے پکارا جائے گا۔ ارشاد باری ہے ”ان الشراك لظلم عظیم“ یعنی شرک سب سے عظیم ظلم ہے۔

احسان

اس آیت میں دوسرا حکم ”احسان کا دیا گیا۔ احسان کا معنی ”اچھا کرنے کے ہیں“ اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ فرد اپنے اخلاق، افعال اور عادات کو اپنی ذات میں اچھا اور مکمل کرے۔ دوم یہ کہ دوسرے کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے، مفسرین حضرات کی رائے یہ کہ اس آیت میں احسان کا لفظ عام مفہوم میں استعمال ہوتا ہے کسی کام کو اپنی ذات میں اچھا کرنا اور عبادات، اعمال اخلاق اور معاملات کو اچھے طریقے کے نبھانا۔ حدیث جبرائیل میں احسان بمعنی ”عبادت کو اچھا کر“ استعمال ہوا۔

ارشاد نبوی ہے: ان تعبد الله كأنك تراه، یعنی اللہ کی عبادت اس طرح (خشوع خضوع) کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر بالفعل اس طرح استحضار کا یہ درجہ حاصل نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا یقین تو ہر عبادت گزار کو ہونا چاہیے کہ رب العالمین اس کے عمل کو دیکھ رہے ہیں۔ الغرض لفظ احسان کے اندر عبادات کا احسان، تمام اعمال، اخلاق اور عادات کا احسان سب شامل ہیں نیز تمام مخلوقات کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی داخل ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان، مسلم ہو یا کافر۔ امام الانبیاء ﷺ کا فرمان ہے:

وعن انس رضی اللہ عنہ عبد اللہؓ قال قال رسول الله ﷺ الخلق عيال الله فاحبب الخلق الى الله من احسن الى عياله روى البيهقي

ترجمہ: حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہؓ دونوں آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا (تمام) مخلوق اللہ کا کنبہ۔ لہذا خدا کے نزدیک مخلوق میں بہترین وہ شخص ہے جو خدا کے کنبہ

کے ساتھ احسان و حسن سلوک کرے۔

عیال سے مراد متعلقین ہیں اور اس کا اطلاق ان افراد پر ہوتا ہے جن کی پرورش، کھانا، پینا اور اس کے تمام ضروریات زندگی اس کے ذمہ ہوں، اس صورت میں عیال کی نسبت اللہ کے سوا ماں باپ یا اعزہ و اقارب کی طرف مجازی ہے اللہ کی طرف نسبت حقیقی ہے کیونکہ رزاق مطلق تو اللہ کی ذات ہے اسی حقیقی رازق و مالک کا ارشاد ہے: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ہر زمین پر چلنے والے کا رزق اللہ کے ذمہ ہے زمین پر چلنے والا خواہ انسان ہو حیوان ہو۔ حشرات الارض ہوں یا سمندر و دریا میں بسنے والی مخلوقات ہوں، ان میں کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ بقول امام قرطبیؒ جس شخص کے گھر میں اس کی بیوی کو خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے بچے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوتی ہو وہ جتنی عبادت کرے اس کا شمار محسنین میں نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے تو جانور کو ذبح بھی احسن طریقے سے کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد ہے:

وعن شداد بن اوس عن رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ کتب الاحسان علی کل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم شفرته ولیرح ذبیحة (رواہ مسلم)

”حضرت شداد ابن اوس رسول کریم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کو لازم کیا ہے لہذا (جب کسی شخص کو قصاص یا حد کی سزا میں) قتل کرو تو اس کو نرمی و خوبی سے قتل کرو (یعنی اس کو بے جا تکلیف نہ دو) قتل کو تیز کر دو۔ اور اسے مارنے میں جلدی کرو) اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو خوبی اور نرمی سے ذبح کرو۔ خوبی اور نرمی کا مطلب ذبح کرنے والا آلہ ایسا استعمال کرو تا کہ فوراً ذبح ہو کر مزید اذیت سے بچ جائے۔“

رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی

تیسرا حکم اس مذکورہ آیت میں جو دیا گیا وہ لیتا ذی القربی کا ہے۔ مطلب یہ کہ رشتہ دار کو اس کا حق دینا اس میں رشتہ دار اگر مالی حیثیت سے کمزور ہے اسکا مالی امداد کرنا بھی شامل ہے جسمانی ضرورت بھی مثلاً بیمار پرسی اور خبر گیری اور زبانی تسلی و ہمدردی کا اظہار بھی ”اتباء ذی القربی“ کے زمرہ میں آتا ہے۔ اس سلسلہ میں رہبرِ درجہ اولیٰ ﷺ کے فرمودات ہمارے لئے لے لے مشعل راہ ہیں۔

وعن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من احب ان یسطلہ فی رزقہ وینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ (بخاری و مسلم)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی اپنے رزق میں فراخی آجائے

میں بہت متفکر تھے، جس نے چوری کی قسمی حضور ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا، قریشی صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس عورت کے مقدمہ میں کون شخص آنحضرت ﷺ سے گفتگو یعنی سفارش کر سکتا ہے۔ فیصلہ صحابہ نے یہ کیا کہ حضرت اسامہ بن زید سے حضور ﷺ کو بہت محبت ہے، اس لئے اسامہ کے علاوہ اور کوئی آنحضرت ﷺ سے سفارش کی جرات نہیں کر سکتا۔ حضرت اسامہ صحابہ کی بات مان کر حضور ﷺ کی خدمت میں اس عورت کے بارہ میں سفارش کی۔ عدل و انصاف کے علمبردار آنحضرت ﷺ نے اسامہ کی بات سن کر فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو اور پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی، حمد و ثناء کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کو اسی چیز نے ہلاک کر دیا کہ ان میں سے اگر شریف آدمی یعنی دنیوی عزت یا مال و اقتداء اور طاقتور چوری کرتا تو وہ اسے سزا دیئے بغیر چھوڑ دیتے اور اگر ان میں سے کوئی کمزور و غریب فرد چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ (فرمایا) قسم ہے اللہ کی اگر فاطمہ جو میری بیٹی ہے چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مخدومی عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے کر اپنا پہلا والا حکم برقرار رکھا، ایک اور جگہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو سزا شریعت میں مقرر ہو اس میں سفارش کرنے والا خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والا ہے، عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، جس شخص کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے درمیان حائل ہو کر رکاوٹ بنے، گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے ضد کی اور اس کے حکم کی مخالفت کی کیونکہ اللہ کا حکم سزا دینے کا ہے اور یہ شخص اللہ کے حکم اور مجرم کو سزا دینے میں حائل ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق حاکموں اور ارباب اقتدار کا فریضہ ہے کہ وہ مظلوم کا حق ظالم سے لے کر مظلوم کی وادری کریں۔

عادل حکمران خدا کی رحمت کا سایہ:

عن ابن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال ان السلطان ظل الله في الارض باوى اليه كل مظلوم من عباده فاذا عدل كان له الاجر وعلى الرعية الشكر واذا جار كان عليه الاصر وعلى الرعية الصبر (روى البيهقي)

”ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رحمۃ دو عالم ﷺ نے فرمایا بادشاہ روئے زمین پر اللہ کا سایہ ہے، جس کے سایہ کے نیچے بندوں میں سے مظلوم بندہ پناہ حاصل کرتا ہے۔ لہذا جب بادشاہ عدل و انصاف کرتا ہے تو اس کو اجر ملتا ہے اور رعایا پر لازم ہے کہ اس کا شکر ادا کریں اور جب وہ ظلم اور زیادتی کرتا ہے تو وہ گناہگار اور رعایا پر مبر لازم ہوتا ہے۔“

اللہ کا سایہ نہیں بلکہ اس میں یہ تشبیہ ہے کہ جس طرح لوگ سایہ میں بیٹھ کر گرمی کی حرارت سے محفوظ رہتے ہیں، اسی طرح عادل بادشاہ کے عدل کی وجہ سے رعایا میں برکت حاصل کرتے ہیں۔ ان دو تین احادیث

کی روشنی میں آپ کو اندازہ ہوا ہوگا۔

مروجہ عدالتی نظام کی خرابیاں:

اسلام جیسے عادلانہ اور انصاف پر مبنی نظام کی مثال نہ ہمارے جیسے پسماندہ ممالک میں ہے، اور نہ وہ جو مالک جو ترقی یافتہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ان میں ہے۔ شومی قسمت کہ آج غریب و نادار شخص اور اسکے کئی نسل اپنے حق کے حصول کے لئے سالوں عدالتوں کے چکر لگانے کے بعد عدل و انصاف کی حسرت دل میں لے کر منوں مٹی میں دفن ہو جاتا ہے، اور دنیوی جاہ و جلال کے نشہ میں مست، صاحب اقتدار، مال و دولت کے پجاری اور اشرافیہ طبقہ کے دعویٰ کا فوراً فیصلہ ہو جاتا ہے، اگر اس کا دعویٰ غلط بھی ہو فیصلہ اسی کے حق میں ہو جاتا ہے۔ کمزور و غریب پر اگر جرم کا شبہ ہو لکھوں میں اسے گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے، اس کے مقابلہ میں اگر طاقتور دن کی روشنی میں جرم کرے اس کی گرفتاری سے پہلے ضمانت قبل از گرفتاری ہو کر اس سے تفتیش کرنے کی زحمت بھی نہیں کی جاتی۔ جس غریب کا ابھی جرم ثابت نہیں ہوا اس کو مختلف سزاؤں سے گزار کر ہرقسم کے جرم کے اقرار پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ظلم و جبر اور ظاہری شوکت و عزت والا سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں جرم کا ارتکاب کرے اس کے ساتھ دوئی آئی پی کا سلوک کرنا تو ہمارے ہاں ایسا معمول بن گیا ہے جس کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا مختصر یہ کہ موجودہ عدالتی نظام میں مستحق کو اپنا حق ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس دور میں انصاف ملنا نہیں بلکہ بکتا ہے، جس کی بولی زیادہ ہو فیصلہ بھی اسی کے حق میں کرنا، اس نام و نہاد ترقی یافتہ معاشرہ کے ارباب اختیار اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔ کاش ہمارا ملک جو خلاصۂ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں عدل محمدی رائج ہوتا۔ تو نہ امیر و غریب کے درمیان فرق ہوتا اور نہ غریب عدالتی نظام سے مایوس ہو کر آپس میں قتل و قتال کے کھٹن مراحل سے گزرتے۔

فحشاء کے معنی میں عموم ہے:

فحشاء سے مراد وہ بے حیائی کی باتیں یا کام جن کا مقصد شہوت، حیوانیت اور دیگر گناہوں کی زیادتی ہو، ان کی مذمت کرتے ہوئے امام الانبیاء نے فرمایا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مومن ولا یسرق السارق

حین یسرق وهو مومن ولا یشرّب الخمر حین یشرّبها وهو مومن ولا یتہب نہبہ یرفع الناس

الیہ فیہا ابصارہم حین یتہبھا وهو مومن ولا یغل احدکم حین یغل فایاکم وایاکم (بخاری

ومسلم)

”حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت زنا کرتا ہے

مومن نہیں ہوتا شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا اور ڈاکو ڈاکو ڈالتے وقت جب لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوں مومن نہیں ہوتا اور تم میں کوئی بوقت خیانت مومن نہیں ہوتا۔ پس ان اعمال سے بچو آپ ﷺ نے تاکید کے لئے دوبار فرمایا ان چیزوں سے بچو۔ اس شدت سے منع کرنے سے آپ ﷺ نے بے حیائی کا ہر دروازہ بند فرمایا جس سے دنیا کا امن تہہ وبالا ہو کر بے دینی فساد اور بدامنی بڑھ سکتی ہے۔“

دوسری روایت میں آپ ﷺ نے اس سے بھی چھوٹی باتوں سے منع فرمایا

عن معاذ قال قال رسول الله ﷺ اتقوا الملاعن الثلاثة البراز في الموارد وقارعة الطريق والظل (ابوداؤد ونسائی)

”حضرت معاذ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین چیزوں سے بچو گھاٹ، ندی و تالاب وغیرہ کے کنارے پانی پینے کی جگہ عام راستہ سایہ دار جگہ پاخانہ کرنا“

چونکہ ان جگہوں میں پیشاب کرنے سے عام لوگوں کو تکلیف ہوگی اور اس غیر مناسب کام پر لوگ لعنت، ملامت کا اظہار کریں گے یہ معمولی قسم کی بے حیائی، نامناسب اور منکر کارکناب ہے تو آپ نے ان امور سے بھی منع کر کے واضح کر دیا کہ اسلام میں معمولی قسم کی بے حیائی کی اجازت نہیں چہ جائیکہ زنا، سود، رشوت، جھوٹ، چوری، ڈاکہ، لوٹ کھسوٹ وغیرہ کی گنجائش ہو اگر ان ممنوعہ امور سے معاشرہ کو پاک رکھا جائے تو پھر اللہ بے انتہاء رحمتوں کا نزول فرمائے گا اور ہر طرف امن و امان خوشحالی و اطمینان کا راج ہوگا۔

لعن طعن بھی فحشاء میں داخل ہے:

ایک فرمان میں آنحضرت ﷺ نے مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

عن ابن مسعود قال قال رسول الله ليس المومن بالطعان ولا باللعان ولا بالفاحش ولا البذي (رواه الترمذی)
”عبداللہ بن مسعود آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا مومن طعنہ دینے والا نہیں ہو سکتا نہ دوسرے پر لعنت بھیجنے والا نہ جس کو اور نہ بے ہودہ کہنے والا“

وجہ یہ کہ یہ مذکورہ تمام کام بے حیائی کے زمرہ میں شامل ہیں۔

سرکشی اور بغاوت:

تیسری چیز جس سے آیت کریمہ میں منع فرمایا گیا ہے وہ غبی ہے جس کا مطلب سرکشی ہے۔ سرکشی کر کے حد سے نکل جانا، درندوں کی طرح ظلم تعدی پر آمادہ ہو کر کھانے پھانے کو دوڑنا اور غیروں کی جان و مال عزت و آبرو کو پامال کرنے کیلئے بلاوجہ دست درازی کرنا آج کا ہر انسان اپنے ماتحت پر ظلم و زیادتی کرتا رہتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مالک اپنے نوکر پر آقا غلام پر ظلم کرتا ہے، اس بارے میں

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی سنانا چاہتا ہوں۔

عن ابن عمر قال سمعت رسول الله يقول من ضرب غلامه حداً لم يات به اولطمة فان كفرته ان يعتقه (رواه الترمذی)

”حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے غلام کو کسی ایسی چیز کی وجہ سے مارے جو اس نے نہیں کیا یا اس کو چپت مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے“

قتل ناحق بہت بڑا جرم

حضور اقدس ﷺ ظلم کی ادنیٰ قسم یعنی بلا وجہ چپت برداشت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ لوگوں کے اموال اسباب پر ڈاکہ ڈالا جائے یا بلا وجہ کسی کو قتل یا زخمی کر دیا جائے ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وعن عبدالله بن عمر ان النبی ﷺ قال لزال الدنيا اهلون على الله من قتل رجلاً مسلماً (رواه ابن ماجه)

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے زیادہ معمولی ہے۔“

قتل مومن کا بھیانک انجام:

ایک اور حدیث میں اس سے بھی زیادہ زور دے کر فرمایا:

وعن ابی سعید وابی هريرة عن رسول الله ﷺ قال لوان اهل السماء والارض

اشترى كوافي دم مومن لا كبهم الله في النار (رواه ترمذی)

”حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں اگر تمام آسمان اور تمام زمین

والے ایک مومن کے خون میں شریک ہوں تو ان سب کو اللہ اوندھے منہ جہنم میں پھینکے گا۔“

کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ اس ملک میں سینکڑوں بے گناہ لوگوں کی جان نہ لیجاری ہو علماء قتل ہو رہے ہیں

عوام قتل ہو رہے ہیں مگر افسوس کی بات ہے کہ قاتل کا سراغ نہیں ملتا اسلام تو ایک ایسا مذہب ہے جس میں جانوروں

پر بھی ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال لاتتخذوا اشیاء فیہ الروح عرضاً (متفق علیہ)

”حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانور چیز کو نشانہ نہ بناؤ“

رب العزت مجھے اور آپ سب کو اس آیت میں جو مامورات ہیں اس پر عمل کی توفیق دے اور جو جرائم ذکر

ہیں ان سے محفوظ رکھے۔ آمین

جناب سید صنیف رسول کا کاخیل *

الہلال: بیسویں صدی میں پہلی اذان حریت

(بلسلسہ جشن صد سالہ ”الہلال“ 1912ء تا 2012ء)

بیسویں صدی کی دوسری دہائی ہندوستان کی قومی تاریخ میں جہاد حریت کے حوالے سے ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس دہائی کے دوسرے سال ۱۹۱۲ء میں مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنا ہفتہ وار اخبار الہلال کلکتہ سے جاری کیا۔ اس پرچے کا اجراء اس لحاظ سے بھی ایک تاریخ ساز کام ثابت ہوا کہ ہندوستان میں برطانوی استعمار کے خلاف اتنی بھرپور آواز اس سے پہلے کہیں سننے میں نہیں آئی تھی۔ درحقیقت سرسید کی تحریک کے سیاسی اثرات نے مسلمانوں کو عمومی زندگی میں برطانوی استعمار کا آلہ کار بنادیا تھا۔ الہلال نے مسلمانوں کے اس کردار پر شدید وار کیا۔

الہلال کی دعوت وادانہائی اہم مقاصد کے حصول کے لیے تھی۔ پہلا مقصد مسلمانوں کے سیاسی جمود کو ختم کر کے ان میں سیاسی بیداری پیدا کرنا تھا۔ دوسرا مقصد دین کا حرکی اور عملی تصور جس کا منبع قرآن اور صرف قرآن تھا۔ الہلال کو اپنے دونوں مقاصد میں مکمل کامیابی حاصل ہوئی۔ سیاسی طور سے الہلال نے مسلمانوں کو آزادی کی قومی تحریک کا راستہ دکھایا اور انھیں انگریزوں کی کاسہ لیس اور انکی غلامی پر فخر کے رویوں سے مغرب کیا۔ الہلال کے استعمار دشمن اثرات اتنے واضح اور تیز تھے کہ مسلمان جوق در جوق کانگریس کی قومی تحریک میں شامل ہوتے گئے۔ تا آنکہ استعمار نے صدی کی تیسری دہائی میں اپنے منصوبوں سے ہندوستان کی عمومی اتفاق اور اتحاد کی فضا میں فرقہ واریت کا زہر گھول دیا۔ معروف مؤرخ اور دانشور محمد فاروق قریشی نے مسلم فرقہ پرستی اور اس کے نتائج کا تجزیہ کرتے ہوئے الہلال کے عظیم الشان کردار کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

” سرسید احمد خان نے ہندوؤں کی عددی اکثریت کا ہوا کھڑا کر کے مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے

اور خود اعتمادی سے محروم بنانے کی جو جزم ریزی کی تھی ”الہلال“ نے اس تصور کو پاش پاش

* لیکچرار ایڈورڈ کالج پشاور